عوام سب سے افضل ادارہ ہے

تحریر: سہیل احمد لون

قیام پاکستان کے بعد پہلا مارشل لاء نافذ کرانے میں ہمارے سیاسی اکابرین کا بنیادی کردار تھا۔اقتدار کا نشہ بھی ہیروئن کے نشے سے کم نہیں ہوتا جس کی لت چاہے کسی چوہدری، وڈیرے، میاں، یا جرنیل کو پڑ جائے مرتے دم تک اقتدار کا دم مارو دم کرتے رہنے کو جی چاہتا ہے۔ جرنیل صاحبان اپنی باری اکیلے لیتے ہیں جبکہ سولین بادشاہ اپنے شہزادوں اور عزیز و اقارب کو بھی اقتدار کی جھولے میں بٹھا کر گھمانے کے شوقین ہوتے ہیں۔ پرویزی عہد کا جس انداز سے خاتمہ ہوا، اس کے بعد عسکری قیادت نے سیاسی معاملات سے بظاہر کنارا کشی کر کے ''جمہوریت'' کی ناؤ میں بوٹوں سمیت داخل ہونے کی گستاخی سے اجتناب کرنا شروع کر دیا۔اس فعل پر بعض سیاست دانوں نے ان کو ہومیو پیتھک جرنیل ہونے کا طعنہ بھی دیا مگر اس کے باوجود انہوں نے بیمار جمہوریت کو اینٹی بائیوٹک کا ٹیکہ لگانے کی کوشش نہیں کی۔اب تک کے تمام مارشل لاز کی راہ سیاست دانوں نے ہموار کی۔اب سیاستدانوں کے ساتھ آزاد میڈیا بھی فوج کو سیاست میں رنگنے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے۔کوئی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں یا کسی ٹی وی چینل کو چند منٹ کیلئے برداشت کریں اس میں مسلح افواج کی خبر ایسے ہی لازمی جزو کے طور پر نظر آئے گی جیسے کسی عورت کے لیے میک اپ کا سامان، مکینک کے لیے اوزار، مریض کے لیے دوا، یا جاندار کے لیے ہوا۔ برطانیہ میں روزنامہ دی سن تقریباً 2.22 ملین اور ڈیلی میل 1.78 ملین کی سرکولیشن ہے، اس کے علاوہ دیگر بھی کئی اخبارات ہیں مگر کوئی نیوز ایجنسی حساس اداروں کو celebrities بنا کر پیش نہیں کرتی۔شاید اسی لیے برطانیہ میں مقیم بیشتر افراد یہاں کے چیف آف دی آرمی سٹاف کی شکل اور نام سے بھی واقف نہیں۔وطن عزیز میں چیف آف آرمی سٹاف اور ڈی جی آئی۔ایس۔آئی کا نام اور شکل سے ساری قوم ایسے واقف ہوتی ہے جیسے انسان اپنے سسرالی رشتے داروں کے بارے میں معلومات رکھتا ہے۔اس کار خیر میں ہمارے آزاد میڈیا کا کردار سیاستدانوں سے کہیں زیادہ ہے۔

گزشتہ دنوں پاک فوج میں چند جنرلز کی ترقی اور تقرری کا اعلان کیا گیا۔دیگر اداروں کی طرح مسلح افواج میں بھی ترقی اور تقرری کا عمل روٹین کا معاملہ ہے۔ ہمارے میڈیا میں اس خبر کو بریکنگ نیوز کا درجہ دیا گیا، اس کو ٹاک شوز کا حصہ بنا کر تجزیہ کیا گیا۔کچھ نجی چینلز سب سے تیز اور سب سے آگے ہونے کا دعویٰ کرتے بھی نظر آئے۔تعجب ہے کہ حساس اداروں نے کبھی اس بات کا نوٹس نہیں لیا کہ ان کو اتنا زیادہ خبروں کی زینت کیوں بنایا جاتا ہے۔اب تو ایسا لگتا ہے کہ حساس اداروں کو بھی سیاستدانوں اور فنکاروں کی طرح خبروں میں رہنے کا چسکا پڑ گیا ہے۔ مسلح افواج کا جذبہ بڑھانے کے لیے اسکے کارناموں کو عوام الناس تک لانا میڈیا کی ذمہ داری ہے، ضرب عضب میں کامیابیاں سمیٹنے کا ذکر کرنے سے پاک فوج پر عوام کا اعتماد بڑھے گا اور مسلح افواج میں بھی جوش و جذبے میں اضافہ ہو گا۔ پاک فضائیہ کے تاریخ ساز گرین پائلٹ ایم ایم عالم کا جب انتقال ہوا تو اس کی زندگی کے متعلق کوئی رپوٹ نہ شائع ہوئی اور نہ ہی کسی ٹی وی چینل پر انہیں موضوع بنایا

گیا۔مگر چند میجر جنرلز کی لیفٹیننٹ جنرلز کے عہدوں پر ترقی اور کور کمانڈرز یا ڈی جی آئی ایس آئی کی تقرری کو خبروں میں ایسے پیش کرنا News Agenda اور News Values پر ایک سوالیہ نشان ہے۔جنرل راحیل کی تقرری سے قبل بھی اخبارات اور ٹی وی ٹاک شوز میں ''کون بنے گا آرمی چیف'' پر طوفان برپا کیے رکھا۔جنرل کیانی کے بعد اب جنرل راحیل شریف بھی سیاست میں فوجی مداخلت کے فارمولے سے پرہیز کرتے دکھائی دے رہے ہیں مگر ہمارے سیاستدان اور میڈیا والے انہیں سیاسی معاملات میں دھکیلنے پر بضد ہیں۔میڈیا میں ایسا تاثر دیا جاتا ہے کہ اسلام آباد میں جاری دھرنوں کا انت صرف عسکری قوتیں ہی کرسکتیں ہیں۔کوئی تھرڈ امپائر کی انگلی اٹھنے کی پیش گوئی کرتا ہے تو کوئی اسے تیسری قوت کی ''جمہوریت'' کے خلاف سازش قرار دیتا ہے۔یعنی تھرڈ امپائر یا تیسری یا خفیہ قوت حساس اداروں کی طرف نشاندہی تھی۔جب میاں صاحب نے حساس اداروں کو ثالث کا کردار ادا کرنے کی پیش کش کی جس کے بعد یہ بات ثابت ہوگئی عسکری قوتیں آزادی مارچ اور انقلاب مارچ میں فی الحال کوئیک مارچ کرنے کے موڈ میں نہیں۔آئی ایس پی آر کے مختصر بیان پر اتنا تفصیلی تجزیہ پیش کیا جاتا رہا جسے دیکھ کر سکول کے زمانے میں اردو کے پرچے میں کسی شاعر کے ایک شعر پر تشریح لکھنا یاد آ گیا۔ہمارے سیاستدان ہیں کہ فوج کو بار بار مسیحائی کے لیے پکارتے ہیں، مخدوم، پیر، ولی، درویش کا دعوی کرکے لوگوں کو مرید بنایا جاسکتا ہے اگر چیف آف آرمی سٹاف ہونے کا دعوی بھی کوئی سولین کرسکتا تو اب تک شیخ رشید صاحب ملک کی باگ ڈور سنبھال چکے ہوتے۔قائد تحریک الطاف بھائی نے گورنر پنجاب محمد سرور کے ساتھ پریس کانفرنس میں ایک بار پھر فوج کو ملک کے فرسودہ نظام جس کا وہ باقاعدگی سے حصہ بنتے اور حصہ لیتے بھی ہیں اسے درست کرنے کے لیے دعوت عام دی ہے مگر انہوں نے ساتھ دیانتدار جرنیلوں کی شرط بھی عائد کردی۔حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وطن عزیز میں دیانتداری ماپنے کا آلہ آج تک نہ ایجاد ہوا اور نہ ہی درآمد کیا گیا۔ہمارے ساتھ برطانوی سامراجیت کے تسلط سے آزاد ہونے والا ملک بھارت کا شمار دنیا کی بڑی جمہوری قوتوں میں ہوتا ہے جہاں آج تک سیاستدانوں اور میڈیا نے فوج کو سیاسی معاملات میں ملوث کرنے سے پرہیز کیا ہے۔آج وہ مریخ تک پہنچ گئے ہیں مگر ہم آج بھی عید کا چاند ایک ساتھ دیکھنے سے قاصر ہیں۔سیاستدان اور میڈیا ملک میں ایک عید منانے کے لیے چاند دیکھنے کی رسم بھی عسکری ادارے کے حوالے کرنے کا سوچ رہی ہے کیونکہ ان کے نزدیک فوج کے فیصلے کے آگے کسی مولوی کو فتوی دینے کی جرات نہیں ہوگی۔

عمران خان نے لاہور میں کامیاب ترین جلسہ کرکے یہ ثابت کردیا کہ لاہور میں اُس کا مینڈیٹ چوری ہوا ہے۔اب اس کے بعد بھی اگر کوئی اسے لندن پلان یا فوج سے منسوبہ کرتا ہے تو اُس کی عقل پر حیرت ہی کی جاسکتی ہے۔اس جلسے کی تعداد نے بلاشبہ مینار پاکستان پر ہونے والے تمام جلسوں کے ریکارڈ توڑ دیئے مگر اس سے بھی زیادہ اہم وہ جنون تھا جو اس متحرک لاہوریوں میں دیکھنے کو آیا۔گزشتہ دنوں خواجہ جمشید امام نے اپنے ایک کالم میں لکھا تھا ''لاہورئیے یا تو کچھ بھی نہیں کرتے یا صرف احتجاج کرتے ہیں''۔یہ بات اس جلسے نے بھی درست ثابت کردی۔گو نواز گو کا نعرہ پاکستان کے ہر گھر میں پہنچ چکا ہے لیکن میں کسی نعرے کا حمایتی یا مخالف نہیں البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ اگر یہ حکومت چوری شدہ مینڈیٹ کے نتیجہ میں بنی ہے تو پھر نہ یہ جمہوریت ہے اور نہ ہی حکومت!پاکستانی میڈیا کو اس طرف بھی غور کرنا چاہیے کہ اگر فوج اور عدلیہ کے خلاف کوئی بات کرنے سے آئین روکتا ہے تو فوج اور عدلیہ سے زیادہ مقدس ادارہ عوام ہے جس کی کوکھ سے

پارلیمنٹ، آئین اور اُس کے بعد دوسرے ادارے تشکیل پاتے ہیں اور پاکستان کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں پاکستانیوں کو دہشتگرد گھس بیٹھیے لشکری اور بلوائی کہا گیا ہے لیکن میڈیا نے عوام کو ہیرو بنا کر پیش نہیں کیا کہ یہ پارلیمنٹ توہین عوام کی مرتکب ہو کر اپنا اخلاقی، قانونی اور آئینی حق حکمرانی کھو چکی ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

25-09-2014.